Meer Ahde Hazir mein

B.A Urdu (Hons)

جانے کا نہیں شور سخن کا مرا ہرگز
تا حشر جہاں میں مرا دیوان رہے گا

کسی بھی شاعر یا ادیب کی تخلیق کو پڑھنے یا اس پر کچھ لکھنے سے قبل اسکی حالات زندگی، انکا مزاج، ان کا عہد، عہد کے مسائل اور تقاضے وغیرہ کا مطالعہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اسکے بعد ہی اسکی تخلیق کی سچی تصویر کشی کی جاسکتی ہے۔ میر کی حالات زندگی اور انکی شاعری کا جب ہم ایک سرسری مطالعہ کرتے ہیں تو ایک اہم بات جو اکثر انکے حوالے سے کہی جاتی ہے، وہ یہ کہ میر پیدائشی شاعر ہیں، میر ہزن و یاس کا شاعر ہے یا پھر یہ کہ انکی شاعری میں قنوطیت کا رنگ غالب ہے۔ یہ تمام تر باتیں حقیقت سے بہت ہی قریب معلوم ہوتی ہیں۔ انکی شاعری میں جو رنج والم، درد وکرب، محرومی و ناکامی اور ہجر کی کیفیت دیکھنے کو ملتی ہیں وہ ان کا اوڑھا ہوا غم نہں تھا بلکہ بھوگا ہوا غم تھا۔ میر کے والدین کی وفات کے بعد سے ہی انکی زندگی ناکامی، محرومی، رسوائی اور ذلت کے حصار میں آ چکی تھی۔ چونکہ میؔر کے والد صوفی و درویش صفت انسان تھے، لہذا انکے چاہنے والے لوگ میر کو بھی بہت چاہتے تھے۔ لیکن والدین کی وفات کے بعد خاندان اور احباب کا رویہ بلکل بدل گیا تھا۔ جس کا میؔر کے طفلانہ ذہن پر گہرا اثر ہوا۔ اس وقت اس کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی۔ دلی آنے کے بعد اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

”جو لوگ درویش (میر کے والد) کی زندگی میں میری خاک پا کو سرمہ سمجھ کر
آنکھوں میں لگاتے تھے۔ اب اک بارگی انہوں نے آنکھیں چرا لیں“
(انتخاب کلام میر، مولوی عبدالحق، ص:۵)

اسکے علاوہ سوتیلے ماموخان آرزو کی بے اعتنائی، محبت میں ناکامی رسوائی اور دلی کی بربادی نے ان کی زندگی کو سراپا دکھ درد کا داستان بنا دیا۔اور ہر آنے والا پل میرؔ کے لیئے نئی مصیبت، نئی پریشانی لے کر آتا۔

روتے پھرتے ہیں ساری رات　　　اب یہی روزگار ہے اپنا

عہد حاضر میں میرؔ کی اہمیت

شاعر کسی ایک عہد کا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو وقت کا نباض ہوتا ہے۔ وہ وقت کی نبض پر انگلی رکھ کر آنے والے وقتوں کا مزاج بتاتا ہے۔انکی فکری اور بصیری آنکھ دور اندیشی کی قائل ہوتی ہے۔اور یہ خصوصیات کم وبیش ہر ایک فطری شاعر کے یہاں پائی جاتی ہے۔ جو انہیں تخلیقی حیثیت سے عرصۂ دراز تک زندہ رکھتی ہے۔

عہد حاضر میں میرؔ کی معنویت کا جائزہ لینے کے لیئے ہمیں تین اہم نکات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔اسکے بعد ہی آج اردو شاعری میں ہم میرؔ کے قد کا صحیح اندازہ لگا پایں گے۔

وہ نکات ہیں:

(۱) میرؔ کے شعری موضوعات

(۲) میرؔ کی اثر پذیری، کلاسیکی عہد سے دور حاضر تک

(۳) میرؔ کی شعری خصوصیات

ایک بات میں عرض کرتا چلوں کہ ’’عہد حاضر میں میرؔ کی اہمیت‘‘ کے سلسلے سے جو بھی باتیں ہوں گی اس کا تعلق براہ راست دیگر شعراء کی شعری تخلیقات سے بھی ہوگا۔

میرؔ کے شعری موضوعات

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ میرؔ کی شاعری ’’دل اور دلی‘‘ کی بربادی کی داستان ہے۔اسکے علاوہ میرؔ کی شاعری میں ہمیں فلسفہ،تصوف، آفاقیت کے علاوہ انسانی اخلاق کی پامالی کے ساتھ ساتھ انسان اور انسانیت کا واضح تصور بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ دوسری بات غم دوراں کے سلسلے سے جو میر کی شاعری تاریخی حیثیت بھی رکھتی ہے،ان میں دلی کا بار بار اجڑنا،عوام کی مجبوری ومحرومی،انہیں لوٹنا اور بار ہا ان پر ستم ڈھایا جانا جسے میرؔ اپنی ننگی آنکھوں سے دیکھا تھا اسے وہ اپنی شاعری سے الگ نہیں کر سکے۔لیکن جو چیز میرؔ کو اس کے عہد سے لے کر آج زندہ رکھے ہوئی ہے وہ ان کی عشقیہ شاعری ہے۔غزل کے

ظاہری و باطنی حسن اور لوازمات کے اعتبار سے یہ ایسا موضوع ہے جس کے بغیر اردو صنف شاعری میں غزل کا تصور شاید کہ ممکن نہیں۔ اور اس موضوع سے شاعر کا دامن بچانا بھی بہت مشکل ہے۔ چاہے عشق مجازی ہو یا حقیقی، کسی نہ کسی شکل میں غزل میں اس کا دخل ضرور ہے۔ یہاں ایک بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ عہد میر تا آج تک شعراء نے میرؔ کے عشقیہ کلام نیز ان کے دوسرے موضوعات اور اس کے طرز اظہار کی زبردست پیروی کی ہے۔ کیوں کہ جب انہوں جہان شاعری میں آنکھیں کھولیں تو انکے سامنے اردو شاعری میں بطور خاص غزل کا ایک بہتر پلیٹ فارم پہلے سے موجود تھا۔

ہاں! رہی بات عہد کے ہنگامے اور مسائل کی، تو ہر دور میں الگ الگ نوعیت کے مسائل رہے ہیں۔ اور میرؔ کے عہد میں جو واقعات و واردات ہوئے ان کی جھلک تو ان کی شاعری میں بخوبی نمایاں ہے۔ تاہم غم دوراں کا اظہار میرؔ کے یہاں مدھم اور پرسکون لہجے میں ملتا ہے۔ لیکن اس موضوع پر ترقی پسند تحریک سے عہد حاضر تک کے شعراء کے کلام میں ملائمت کے ساتھ ساتھ کافی گھن گرج بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ جو کہ ایک حد تک حالات کے تقاضے کے باعث ہے۔

لہذا یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرؔ کی شاعری کے وہ موضوعات ہیں جس سے کسی بھی عہد میں اردو غزل کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس اعتبار سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ کہ میرؔ کی شاعری آنے والے وقتوں میں بھی دیرپا ثابت ہوگی۔

میرؔ کی اثر پذیری ۔ عہد میرؔ تا عہد حاضر

عہد حاضر میں میرؔ کی معنویت کے سلسلے میں میرؔ کی اثر پذیری بھی کافی اہمیت رکھتی ہے۔ کلاسیکی عہد کے بعد اردو شعر و ادب میں تین اہم دور، اردو شعر و ادب کی باری باری سے نمائندگی کرتی ہے۔ جس نے خاص طور پر اردو شاعری کو تخلیقی سطح پر کافی متاثر کیا۔

وہ تین دور ہیں:

(۱) ترقی پسند تحریک

(۲) جدید رجحان اور

(۳) مابعد جدیدیت

گرچہ ان ادوار کے ہنگامے اور تبدیلیوں میں شعراء کرام متعدد تحریکات و رجحانات ے وابستہ ہو کر شاعری میں تخلیقی اور موضوعاتی سطح پر نت نئے تجربات کرتے رہے، لیکن وہ کلاسیکی روایت اور شعری لب و لہجہ میں میرؔ سے شعوری یا لاشعوری

طور پر متاثر ہوئے بغیر بھی نہیں رہ سکے۔اور اکثر و بیشتر شعراء نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔

ترقی پسند تحریک: ترقی پسند تحریک اردو ادب میں موضوع، ہیئت اسلوب کے اعتبار سے بڑا ہی انقلابی دور رہا ہے۔ اس تحریک زیر اثر شاعری کو خطیبانہ رنگ دیا گیا، غزل کی بجائے نظم کو زیادہ فروغ حاصل ہوا، شاعری میں مقصدیت حاوی رہی، اسلوب کے اعتبار سے علم البلاغت اور شعری لوازمات بہت حد تک مجروح ہوئی۔شعراء معشوق کے زلف و رحصار سے باہر نکل کر حقیقت نگاری کی طرف توجہ دینے لگے۔لیکن اس عہد میں بھی ترقی پسند تحریک سے وابستہ اور غیر وابستہ شعراء کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے جو روایت سے بغاوت نہیں کر سکے اور انہوں نے میرؔ کی بنائی ہوئی زمین پر ان کے لب و لہجے میں کلاسیکی شاعری کی روایت کو بخوبی آگے بڑھایا۔اس ضمن میں جگرؔ مراد آبادی، شکیل بدایونیؔ، جوشؔ ملیح آبادی فیضؔ احمد فیض، فراقؔ گورکھپوری، اور اسرار الحق مجازؔ کے نام خصوصیت کے ساتھ لیے جا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر ان شعراء کرام کے یہ اشعار ملاحضہ فرمائیں:

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجے اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے
جگر مراد آبادیؔ

مرے ہم نفس مرے ہم نوا مجھے دوست بن کے دغا نہ دے میں ہوں سوزش عشق سے جاں بلب مجھے زندگی کی دعا نہ دے
شکیل بدایونیؔ

صبا تصدق ترے نفس پر چمن ترے پیرہن پہ قرباں شمیم دوشیزگی میں کیسا بسا ہوا ہے شباب تیرا
جوشؔ ملیح آبادی

شب وصال کے بعد آیئنہ تو دیکھ اے دوست ترے شباب کی دوشیزگی نکھر آئی دوست
فراق گورکھ پوریؔ

عشق ہی عشق ہے دنیا میری فتنئہ عقل سے بے زار ہوں میں
مجازؔ

گلوں میں رنگ بھرے باد نو بہار چلے چلے بھی آؤ کہ موسم کا کار و بار چلے
فیضؔ

پوچھا اثرؔ سے سب نے جو دل کا معاملہ اک آہ سرد کھینچ کے خاموش ہو گیا
اثرؔ لکھنوی

شیشہ ٹوٹے گل مچ جائے دل ٹوٹ آواز نہ آئے

حفیظ میرٹھی

یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو تری صبح کہ رہی ہے ترے رات کا فسانہ

احسان دانش

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu,

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178

imran305@gmail.com